بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انجمن احباب اہل سنت

کے سلسلۂ تبلیغ

سبیل ہدایت

کی ۸۷ ویں پیشکش

نابالغ امام اور تراویح

بیرونی حضرات ۸۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں

پتہ برائے رابطہ

ابو الکرم محمد حسین قاسم الحیدری ناظم انجمن احباب اہل سنت

سہنسہ آزاد کشمیر

ھدیہ: دعائے خیر حق ممبران انجمن ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ اما بعد آج کل اکثر مساجد میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں نابالغ حفاظ نمازِ تراویح بلکہ نمازِ فرض و وتر پڑھاتے ہیں۔ حالانکہ یہ شرعاً ناجائز ہے۔ اس سے بالغوں کی نمازیں اصلاً باطل ہوتی ہیں اور فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ اُن کے ذمہ پر باقی رہ جاتے ہیں لہٰذا اس مسئلہ کی نزاکت کے پیشِ نظر ہم نے یہ مختصر رسالہ "نابالغ امام اور تراویح" لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذریعہ ہدایت بنائے آمین!

نابالغ کے پیچھے بالغ مردوں کی کوئی نماز نہیں ہوتی۔ فرض ہو یا وتر۔ نمازِ جنازہ ہو یا نمازِ عیدین۔ نمازِ تراویح ہو یا نمازِ کسوف۔ نمازِ استسقاء ہو یا اور کوئی نفل نماز سب میں نابالغ کی اقتداء اصلاً جائز نہیں ہے کیونکہ نابالغ بالغ کی امامت کا اہل نہیں ہے لہٰذا بالغوں نے جو نماز نابالغ کے پیچھے پڑھی ہو اُس کا اعادہ ان کے ذمہ پر واجب ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ نابالغ امام حافظ قرآن ہو یا جید عالم دین۔ یہ اس طرح ہے جس طرح کسی حافظہ یا عالمہ خاتون کی اقتداء میں مردوں کی نماز اصلاً فاسد ہے کہ وہ ان کی امامت کے اہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے، تاکہ وہ اپنی نماز برباد کرنے سے بچیں۔ آمین!

اگر کسی جگہ میں بالغ، صحیح خواں حافظ قرآن نہ ملتا ہو تو وہاں عالمِ دین کی اقتداء میں دس سورتوں کے ساتھ نماز تراویح پڑھی جائے۔ اگرچہ رمضان

کی تراویح میں ختم قرآن سنت مؤکدہ ہے۔ (بہار شریعت ص۳۳ ج۴)
لیکن اگر بالغ حافظ نہ ملے، اور دس سورتوں کے ساتھ امام تراویح پڑھائے تو۔
اس سے بھی ختم قرآن کی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

امام زین الدین کا ارشاد

امام زین الدین حنفی کنز کی شرح میں لکھتے ہیں۔ اور محیط کتاب میں مذکور ہے کہ افضل یہ ہے کہ امام تراویح میں اتنا قرآن پڑھے جس سے قوم میں تنفر پیدا نہ ہو۔ کیونکہ جماعت کی کثرت قرأت کی طوالت سے بہتر ہے۔ اور مجتبیٰ کتاب میں ہے کہ ہمارے زمانہ میں متأخرین علماء یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ تراویح کی رکعتوں میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک لمبی آیت پر اکتفاء کیا جائے، تاکہ لوگوں پر بوجھ نہ ہو۔ اور جماعت میں کمی نہ آئے اور یہ قول اچھا ہے۔ اور امام حسن نے امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ اگر فرض نماز میں امام فاتحہ کے بعد صرف تین آیتیں ہی پڑھے تو بہتر ہے اور اس میں کوئی اساءت نہیں ہے۔ جب فرضوں کے بارہ میں امام صاحب کا یہ قول ہے تو پھر نفلوں کے بارے میں تیرا کیا خیال ہوگا؟! اور کتاب تجنیس میں ہے۔ بعض علماء کی عادت ہے کہ وہ تراویح کی ہر رکعت میں صرف سورہ اخلاص پڑھتے ہیں اور بعض علماء نے یہ عمل اختیار کیا ہے کہ وہ قرآن مجید کی آخری دس سورتوں سے تراویح پڑھاتے ہیں۔ یہ اچھا ہے، کیونکہ اس سے تراویح کی رکعات کی گنتی میں شبہ نہیں پڑھتا اور امام کا دل آیات قرآنی میں غور و فکر کرنے کی فرصت پاتا ہے۔ اور مختارات النوازل میں مذکور ہے کہ امام

تراویح کی ہر رکعت میں دس آیتیں پڑھے اور یہ قول صحیح ہے کیونکہ اس سے ختم قرآن کی سنّت ادا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ رمضان کے پورے مہینہ کی تراویح کی تعداد چھ سو ہے اور قرآن مجید کی کل آیات کی تعداد چھ ہزار ہے۔

پھر آگے حاصل کلام بدیں الفاظ لکھتے ہیں۔ فالحاصل ان المصحح فی المذہب ان الختم سنۃ لکن لایلزم منہ ترکہ اذا لزم منہ تنفیر القوم وتعطیل کثیر من المساجد خصوصاً فی زماننا فالظاہر اختیار الاخف علی القوم کما ہو ظاہر الخلاصۃ وغیرہا۔ یعنی اس ساری کلام کا حاصل یہ ہوا کہ حنفی مذہب میں صحیح قرار دیا ہوا قول یہ ہے کہ تراویح میں اگرچہ ختم قرآن سنّت ہے۔ لیکن اگر اس سے قوم میں تنفر پیدا ہو اور ہمارے اس زمانے میں اکثر مساجد کی ویرانی لازم آتی ہو تو اسے ترک کر دینے سے سنت کا ترک لازم نہیں آتا۔ سو حنفیہ کا ظاہر قول یہ ہے کہ تراویح کی ہر رکعت میں اتنا ہی قرآن پڑھا جائے، جتنا قوم پر زیادہ ہلکا ہو۔ جیسا کہ خلاصہ وغیرہ کتب کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے۔ (بحر الرائق صہ ۶۸ ج ۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ جب اسلام میں اتنی بڑی آسانی موجود ہے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ نابالغ حفاظ کے پیچھے مسلمانوں کو ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ تک کھڑا کرا کر اُن کی نمازیں برباد کرائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینِ متین سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

فقہائے حنفیہ کے اقوال

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے ہم فقہ حنفی کی معتبر کتب سے اپنا مدعا ثابت کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔ شیخ الاسلام امام برہان الدین فرغانی لکھتے ہیں۔

صاحب ھدایہ کا ارشاد

والمختار انہ لا یجوز (للرجال ان یقتدوا بامرأۃ او صبی) فی الصلوات کلہا لان نفل الصبی دون نفل البالغ حیث لایلزمہ القضاء بالافساد بالاجماع و لایبنی القوی علی الضعیف

اور مختار مذہب یہ ہے کہ بچے کی امامت سب نمازوں میں ناجائز ہے۔ کیونکہ بالغ کے نفل نابالغ کے نفل سے قوی ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر نابالغ نفل توڑ دے تو بالاجماع اس پر اُن کی قضاء لازم نہیں (حالانکہ بالغ پر اُن کی قضاء لازم ہے) اور قوی کو ضعیف پر مبنی نہیں کیا جاتا۔ (ہدایہ صفحہ ۱۲۳ ج ۱)

صاحب کنز کا ارشاد

اور امام ابوالبرکات نسفی لکھتے ہیں۔ و فسد اقتداء رجل بامرأۃ وصبی۔ مرد کی اقتداء عورت اور بچے دونوں کے پیچھے فاسد ہے۔

صاحب وقایہ کا ارشاد

اور صاحب متن وقایہ لکھتے ہیں، لا رجل بامرأۃ وصبی، عورت اور بچے کی امامت مرد کے حق میں جائز نہیں۔

(شرح وقایہ ص ۱۷۶ ج ۱)

امام حدادی کا ارشاد اور امام حدادی قدوری کی شرح میں لکھتے ہیں۔
بچے کی امامت بالغوں کے لئے جائز نہیں، کیونکہ وہ (فرض نماز میں بھی) نفل پڑھنے والا ہوتا ہے۔ اور بلخ کے مشائخ نے تراویح میں بچے کی امامت کو جائز کہا ہے۔ اور یونہی انہوں نے اس کی امامت کو عیدین اور کسوف کی نمازوں میں بھی جائز کہا ہے۔ مگر مختار مذہب میں اس کی امامت سب نمازوں میں ناجائز ہے"

(جوہرہ نیرہ ص ۷۱ ج ۱)

شیخ طائی کا ارشاد اور شیخ مصطفےٰ طائی حنفی لکھتے ہیں "عورت اور خنثی اور بچے تینوں کے پیچھے بالغ مرد کی اقتداء مطلقاً فاسد ہے اگرچہ وہ جنازہ اور نفل کی نمازوں میں امام ہو۔ اور یہی مختار مذہب ہے"

(شرح کنز ص ۳۹)

امام بدرالدین عینی کا ارشاد اور امام بدرالدین عینی لکھتے ہیں "اور مرد کی اقتداء عورت اور بچے دونوں کے پیچھے فاسد ہے۔ کیونکہ (فرض نماز میں بھی) بچہ نفل پڑھنے والا ہوتا ہے، سو اس کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی اقتداء جائز نہیں۔ اور بلخ کے مشائخ نے تراویح اور سنن مطلقہ میں بچے کی امامت کو صحیح کہا ہے۔ مگر مختار مذہب میں تمام نمازوں میں اس کی امامت درست نہیں۔

(رافر الحقائق ص ۳۹)

امام احمد طحطاوی کا ارشاد اور امام احمد طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں۔ والمختار عدم الصحۃ بلا خلاف بین اصحابنا نقلہ السید

عن العلامة مسکین۔ اور مختار مذہب یہ ہے کہ نابالغ کی امامت صحیح نہیں اور اس مسئلہ میں ہمارے اصحاب کے درمیان کوئی اختلاف نہیں یہ بات سید سعود نے ملا مسکین سے نقل کی ہے۔ (حاشیہ مراقی ص۱۵۷)

امام حسن شرنبلالی کا ارشاد

اور امام ابوالاخلاص حسن شرنبلالی لکھتے ہیں۔ تندرست مردوں کی امامت کی صحت کی چھ شرطیں ہیں۔ مسلمان ہونا۔ بالغ ہونا کیونکہ بچے کی فرض نماز نفل ہوتی ہے۔ اور اس کی نمازِ نفل توڑ دینے سے اُس کی قضاء لازم نہیں ہوتی۔ الخ (مراقی الفلاح ص۱۵۶)

امام علاء الدین حصکفی کا ارشاد

اور امام علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں۔ ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ وخنثی وصبیّ مطلقاً ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح۔ زیادہ صحیح روایت پر مرد کی اقتداء عورت۔ خنثی اور بچہ تینوں کے پیچھے ہر حال میں نادرست ہے اگرچہ یہ نماز جنازہ یا نفل نماز میں ہو۔

(در مختار شرح تنویر الابصار ص۴۲۷ ج۱)

امام ابن عابدین شامی کا ارشاد

اور علامہ شامی در مختار کی مذکورہ بالا عبارت کے ماتحت لکھتے ہیں۔ امام استروشنی نے کہا ہے کہ بچہ جب نماز جنازہ میں امامت کرائے تو چاہیئے کہ یہ ناجائز ہو اور ظاہر مذہب یہی ہے کیونکہ جنازہ فرض علی الکفایہ ہے اور بچہ فرض کی ادائیگی کا اہل نہیں۔ (رد المختار ص۴۲۷ ج۱)

امام فخر الدین زیلعی کا ارشاد

اور امام فخر الدین زیلعی لکھتے ہیں۔ وہ مرد کی اقتداء عورت اور بچے دونوں کے پیچھے فاسد ہے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

لا یؤم الغلام الذی لا تجب علیہ الحدود۔ وہ بچہ امامت نہ کرائے جس پر حدیں جاری نہ ہوتی ہوں۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، لا یؤم الغلام حتی یحتلم۔ بچہ بالغ ہونے تک امامت نہ کرائے۔ اور بلخ کے مشائخ نے نفلوں میں بچے کی امامت کو جائز کہا ہے۔ اور ضرورت کی بناء پر اس قول کو امام محمد بن مقاتل نے اختیار کیا ہے۔ لیکن مشائخ بخاری نے نفلوں میں بھی بچے کی امامت کو ناجائز کہا ہے۔ اور یہی مختار مذہب ہے۔ کیونکہ بچہ کے نفل بالغ کے نفل سے کمزور ہوتے ہیں۔ کہ اگر بچہ نفل توڑ دے تو اس پر ان کی قضاء لازم نہیں ہوتی و لہٰذا قوی کی بناء ضعیف پر لازم آتی ہے اور یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ (تبیین الحقائق ص ۱۴۰ ج ۱)

فتاویٰ عالمگیری کا فیصلہ

اور فقہ حنفی کے مشہور و معروف فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔ المختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلہا کذا فی الہدایۃ وھو الاصح ھکذا فی المحیط وھو قول العامۃ وھو ظاھر الروایۃ ھکذا فی البحر الرائق۔ مختار مذہب میں بچے کے پیچھے بالغوں کی اقتداء تمام نمازوں میں ناجائز ہے جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ یہ محیط میں مذکور ہے۔ اور یہی عام حنفی علماء کا قول اور ظاہر روایت ہے جیسا کہ بحرائق میں ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ص ۸۵ ج ۱)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا فتویٰ

اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے لکھا۔ وہ نابالغ کے پیچھے بالغ کی کوئی نماز نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ تراویح یا نفل محض ہو، واللہ

تعالیٰ اعلم۔ (احکام شریعت صنہ۱۷۱)

امام صدر الشریعہ کا ارشاد اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت بریلوی امام صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔" نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی۔ یہی صحیح ہے۔ (عالمگیری) بہار شریعت صفحہ ۳۵۔ جلد ۴

حکیم الامت کا ارشاد اور حضرت مولانا حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب کے فتاویٰ میں ہے۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نابالغ بچہ کے پیچھے بالغ لوگ تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض کا خیال ہے کہ اگر عشاء کے فرض اور وتر بالغ پڑھا دے اور تراویح نابالغ تو جائز ہے۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ نابالغ بچہ کے پیچھے کوئی نماز جائز نہیں۔ فرض ہو یا وتر۔ تراویح ہو یا نماز عید، نماز خسوف و کسوف ہو یا استسقاء غرضیکہ فرض واجب نفل ہر نماز نابالغ کے پیچھے ناجائز ہے۔ بالغوں کی امامت بالغ ہی کر سکتا ہے۔ ہاں بچہ بچوں کی امامت کر سکتا ہے۔ صرف علمائے بلخ نے تراویح و دیگر نوافل میں بچوں کی امامت جائز قرار دی ہے۔ مگر یہ قول مرجوح اور ناقابل قبول اور غیر مفتی بہ ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ ناجائز ہے۔ یہی صحیح ہے اس پر فتویٰ و اعتماد ہے۔ عالمگیری میں ہے (علی قول ائمۃ بلخ یصح الاقتداء بالصبیان فی التراویح والسنن المطلقۃ کذا فی فتاوی قاضی خان والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلہا کذا فی الھدایۃ و ھو الاصح ھکذا فی المحیط، اس طرح درمختار میں ہے ولا یصح اقتداء رجل بامرأۃ

وخنثٰی وصبی مطلقاً ولو جنازۃ ونفل علی الاصح۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بچہ امامت کے حق میں مثل عورت وخنثیٰ ہے کہ جیسے عورت وخنثیٰ کسی نماز میں مرد کی امامت کے قابل نہیں ایسے ہی نابالغ بچہ بھی۔

اسی کی شرح میں علامہ شامی فرماتے ہیں،، قال فی الھدایۃ وفی التراویح والسنن المطلقۃ جوزہ مشائخ بلخ ولم یجوزہ مشائخنا والمختار انہ لا یجوز فی الصلوٰت کلھا الخ

شامی نے تصریح فرمادی کہ نفل و فرض سنت و واجب کسی نماز میں نابالغ بچہ بالغوں کی جماعت نہیں کر سکتا۔

عقل کا بھی تقاضا یہی ہے کہ یہ امامت ناجائز ہو اوّلا اس لئے کہ قاعدہ شرعیہ ہے کہ کوئی نماز ضعیف کے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مقتدی کی نماز امام کی نماز کے ضمن میں ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قوی ضعیف کو اپنے دامن میں لے سکتا ہے نہ کہ ضعیف قوی کو۔ اسی لئے فرض والے کی نماز نفل والے کے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ بالغ کی نفل شروع کرتے ہی واجب بن جاتی ہے اور اگر توڑ دے تو قضا کرنی پڑے مگر نابالغ کا یہ حال نہیں۔ اگر وہ نماز شروع کر کے توڑ دے تو قضاء واجب نہیں۔ اگر بالغ نابالغ کے پیچھے پڑھے تو گویا واجب والا نفل والے کے پیچھے ادا کر رہا ہے اور یہ شرعی قاعدہ کے خلاف ہے نیز جماعت میں بچوں کو بالغوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔ مردوں کے برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اوّلاً مرد صف باندھیں پھر بچے پھر خنثٰی پھر عورتیں۔ جب بچوں

کو مردوں کے برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے تو انہیں امام بن کر آگے کھڑا ہونا کیونکر جائز ہوگا۔ حدیث شریف میں عورتوں کے بارہ میں ارشاد ہوا۔

"اخروھن من حیث اخرھن اللہ"

چونکہ اللہ تعالی نے انہیں پیچھے رکھا ہے تم بھی انہیں پیچھے رکھو کہ نماز میں نہ تو مردوں کے برابر کھڑا ہونے دو اور نہ امام بنا کر آگے کھڑا کر دو۔ علمائے بلخ کا یہ قول قواعد شرعیہ کے بالکل خلاف ہے۔ ان کی دلیل صرف یہ ہے کہ اگر امام بھول کر پانچویں رکعت میں کھڑا ہو جائے اور اس رکعت میں اگر کوئی جماعت سے ملے تو بالاتفاق یہ شخص جماعت میں شریک ہو گیا۔ حالانکہ امام کی یہ رکعت نفل ہے اور اس مقتدی کی فرض اسی کو صلوٰۃ مظنونہ کہتے ہیں۔ جب اس رکعت میں فرض والا نفل والے کی اقتدا کر سکتا ہے تو بچہ کے پیچھے بھی بالغ کی نماز ہو سکتی ہے۔ مگر اس دلیل پر دو طرح حرج ہے ایک یہ کہ امام زفر کے نزدیک یہ رکعت مظنونہ واجب الادا ہو جاتی ہے۔ اس کے توڑنے پر قضاء واجب لہٰذا اس کے نفل ہونے پر اجماع نہ رہا، بخلاف بچہ کے کہ اس کی نماز کے غیر واجب ہونے پر اجماع ہے۔ دیکھو ہدایہ باب امامت۔ لہٰذا بچہ کی نماز اس پر قیاس کرنا غلط ہے۔

اختلاف مجتہدین سے مسئلہ میں وسعت ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے اس طرح کہ پھر تو مشائخ بلخ کو چاہیئے کہ بچہ کے پیچھے بالغ کی فرض نماز بھی جائز کہیں۔ کیونکہ رکعت مظنونہ میں فرض والے کی نفل والے

کے پیچھے درست ہے۔ عجیب بات ہے کہ مقیس علیہ میں فرض کی اقتداء ہو رہی ہے اور مقیس میں آپ نفل کی قید لگاتے ہیں۔ بہرحال بقاعدہ حنفیہ نابالغ بچہ کے پیچھے بالغ کی کوئی نماز جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ نعیمیہ صفحہ ۱۳۰)

الحمد للہ ان سولہ عباراتِ متبرکہ سے روزِ روشن کی طرح روشن ہوا کہ حنفی مذہب مہذب کی ظاہر روایت، مختار مذہب اور اصح قول میں نابالغ کے پیچھے بالغین کی کوئی نماز جائز اور درست نہیں، بلکہ یہ اقتدار سرے سے ہی فاسد اور کالعدم ہے، یہی ہمارے عام حنفی فقہاء وائمہ کا بھی قول ہے لہٰذا جو شخص حنفی کہلوانے کے باوجود حافظ بچوں کے پیچھے تراویح بلکہ فرض و وتر پڑھتا ہے وہ اپنی نمازوں کو سرے سے ہی ضائع کرنے والا ہے۔ اے کاش ہمارے بھولے بھالے حنفی سنی مسلمان اس نازک مسئلہ کو سمجھیں اور نابالغ بچوں کو امامت پر لگانے سے گریز کریں تو کتنا اچھا ہو۔

وھذا اٰخر ما اردنا ایرادہ تحت ھذہ الرسالۃ النافعۃ تقبلھا اللہ تعالیٰ بمنہ العظیم و رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ وبارک وسلم وانا الفقیر ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی غفراللہ تعالیٰ لہٗ خادم التدریس والتصنیف بالجامعۃ الحیدریۃ فضل المدارس ببلدۃ سہنسہ من مضافاتِ آزاد کشمیر ۲۹ / رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ